© rasailojaraid.com

علمائے سلف اور طلب علم

محمد حبیب الرحمٰن خان شیروانی

علمائے سلف کے جن حالات سے ہم بحث کرنا چاہتے ہیں ان میں طلب علم کو سب سے اول ہم نے قائم کیا ہے اہل علم کی زندگی کے مختلف مدارج ہیں۔ یہ منزل سب سے پہلی ہے اور یہ تقدم نہ صرف بلحاظ زمانے کے ہے بلکہ باعتبار اہمیت اور شان کے بھی۔ کیونکہ یہی وہ منزل ہے جو اس بات کا فیصلہ کر دیتی ہے کہ کون منزل مقصود تک پہنچے گا اور کون حرماں نصیب ہوگا ایک عالم کا ذکر آپ آگے پڑھیں گے کہ ایک شب اپنے دو طالب علموں کو انھوں نے دیکھا کہ ایک تکیہ کا سہارا لئے کتاب دیکھ رہا تھا دوسرا دوزانو مستعد بیٹھا مطالعے میں مشغول تھا اور وقتاً فوقتاً کچھ لکھتا بھی جاتا تھا جوہر شناس استاد نے یہ ماجرا دیکھ کر اول کی نسبت کہا کہ: انہ لایبلغ درجة الفضل دوسرے کی بابت فرمایا کہ سیحصل ۲م۔ ویکون له شان فی العلم۔ تجربے نے ثابت کیا کہ پیشین گوئی بالکل سچی تھی۔ پس جو منزل اس طرح آیندہ زندگی کا فیصلہ کر دینے والی ہو اس کے مہتم بالشان ہونے میں کس کو کلام ہو سکتا ہے۔ اس منزل کو اگر صرف اول منزل کہہ کر چھوڑ دیا جائے تو ایک پہلو اس کا بیان ہوگا جس طرح یہ منزل سب سے اول ہے اسی طرح سب سے آخر ہے بلکہ یہ کہنا قطعاً مبالغے سے مبرا ہے کہ باکمال علماء کی زندگی میں اول سے آخر تک یہ منزل ختم نہیں ہوتی۔ آپ آگے صفحوں میں بہت سے واقعات اس دعوے کی تائید میں پائیں گے۔ اہل کمال نوے برس کی عمر میں بھی طالب علم تھے اور جب ان کی روح سکرات کے تلاطم میں تھی ان کا دل ودماغ خدمت علم میں مصروف تھا۔

مہر تو در وجودم و عشق تو در سرم — باشیر اندروں شد و باجاں بدر شود

شیخ الاسلام انصاری نے فرمایا ہے کہ ھذا الشان شان من لیس له شان سوی ھذا الشان۔ یعنی طلب علم ان جواں مردوں کا کام ہے جن کو یہی دھن ہو۔

طالب علمی کے مختلف دور ہیں۔ پہلا دور مکتب یا مدرسے ہیں یہ دور استاد کی زیر نگرانی ختم ہوتا ہے اور فی الواقع اس کو بنیاد کمال سے زیادہ کوئی لقب نہیں دیا جا سکتا۔ اگر کوئی شخص ایک عالی شان

☆ امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سن ۹۳ ہجری میں اور وفات ۱۷۹ ہجری میں ہوئی ☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عمارت کا منصوبہ دماغ میں قائم کرے اوراس کی بنیاد بھر کر سطح زمین سے کچھ بلند کردے اوراتنی محنت کے بعد وہ یہ خیال کرے کہ میں مکان بنا چکا تو یہ نہ سمجھ لینا چاہئے کہ وہ عالیشان عمارت بن چکی ۔ چندروز میں ہوااور بارش کے صدمے اتنی بنیاد کو بھی نسیاً منسیاً کردینگے اوراس کے بانی کی پست ہمتی کی ایک عبرتناک یادگار قائم رہ جائیگی ۔ بجنسہ یہی حال ان ہونہار طالب علموں کا ہے جو مدرسہ چھوڑ کر یہ سمجھ لیں کہ ہم عالم بن چکے ۔ یہ طلبہ بھی اپنی ہونہاری کا خون کر کے اپنے استاد اوردوستوں کے دلوں کو حسرت کا داغ دینگے ۔ دوسرا دور طالب علمی کا مدرسے کے بعد شروع ہوتا ہے جس میں انسان خود شاگرد بنتا ہے اور خود استاد

معلم کیست عشق وکنج خاموشی دبستانش
سبق نادانی ودانا ولم طفل سبق خوانش
زہر کس نایداں استاد شاگردی نہ ہر کوہے
بدخشاں باشد وہر سنگریزہ لعل رخشانش

اس دور کی انتہا وہ ہے جو بلند خیال ابن العلانے مقرر کی ہے یعنی ؎ ما دامت الحيوة نحن به ۔ یہی دور کمال کا دور ہے ۔ پس طالب علمی اور کمال گویا ایک ہی ہیں اوراسی لحاظ سے ہم نے طلب علم کو اول اور آخر منزل قرار دیا ہے ۔

جن جواں مردوں نے میدان طلب علم کو طے کیا ہے وہ جانتے ہیں کہ یہ راہ کیسی معرکہ خیز اور صبر آزما ہے ۔ کہیں افلاس کا مردم خوار دیو اپنی منحوس صورت دکھلاتا ہے ۔ اورقوت لایموت کے حاصل ہونیکی بھی کوئی شکل نظر نہیں آتی کبھی جڑی بوٹی کے پتوں پر بسر کرنی ہوتی ہے اور کبھی نان بائی کی دکان پر صرف بوئے طعام پر قانع ہونا پڑتا ہے ۔ کہیں محنت ومشقت سے دل گھبراتا ہے اور چھکے چھوٹتے ہیں ۔ کسی کو ناز ونعمت کے کرشمے اپنی طرف کھینچتے کسی کی نفسانی خواہشیں دست بگریبان ہوتی ہیں ۔ غرض ایک ہنگامہ بلاخیز سے سامنا کرنا پڑتا ہے ۔ جن ارادوں میں ذرا بھی قوت کی کمی ہوتی ہے وہ ان معرکوں کے مقابلے میں پست ہوجاتے ہیں اوران کی زبان حال پر لا طاقة لنا اليوم کا مضمون ہوتا ہے ۔ لیکن سچی طلب اپنا راستہ صاف کر کے طالب کو مطلوب تک پہونچادیتی ہے ۔ جس قدر دقت اورصعوبت پیش آتی ہے ان بہادر طالبوں کے عزم زیادہ مستحکم اور حوصلے زیادہ بلند ہوتے جاتے ہیں ۔ اگر حوصلوں میں وسعت اورارادوں میں استحکام نہ ہوتا تو اہل اسلام کو شیخ الاسلام بقی بن مخلد امام

امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا سن ولادت ۱۵۰ ہجری اور سن وفات ۲۰۴ ہجری ہے ☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بخاری اور حکیم ابونصر فارابی نصیب نہ ہوتے؟

کیا چقندر کے پتے اور جنگل کی گھاس کھا کر اور شب کو پاسبانوں کی لالٹینوں سے مطالعہ کر کے امام اور حکیم بن جانا آسان ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ وہ کون سی قوت تھی جس نے علی بن عاصم عراقی اور ابن بحر کو ناز و نعمت کے آغوش سے چھین کر راہ طلب میں سرگرداں کر دیا اور اتنا پھرایا کہ ایک کو مسند عراق اور دوسرے کو حافظ کبیر بنا کر چھوڑا۔ بیشک یہ طلب صادق ہی کا کرشمہ تھا۔ اتنی تمہید ناظرین با تمکین کے ذہن نشین کر سکے گی کہ ہم علمائے سلف کی طلب علم کی نسبت کس کس پہلو پر بحث کرنیوالے ہیں اور سچی طلب کا معیار ہمارے پاس کیا ہے؟

افلاس

انسان کا حوصلہ پست کرنے والی اور ہمت کی کمر توڑ دینے والی دنیا میں کوئی چیز غالباً افلاس سے بڑھ کر نہیں ہے۔ مفلسی میں پھنس کر آدمی عزم کا استحکام اور ارادے کی استواری بالکل کھو بیٹھتا ہے۔ اور دل و دماغ کی شگفتگی جو تمام بلند خیالیوں کا سرچشمہ ہے قطعاً معدوم ہو جاتی ہے۔ اگر ایک سرسبز چمن کی سیرابی کے سارے ذرائع مسدود کر دیئے جائیں تو وہ مایہ بہجت سراپا وحشت بن جائیگا۔ اور ظاہر ہے کہ جس چمن کے نشو و نما یافتہ گلبن جل کر ہیزم خشک ہو جائیں اس میں تازہ نوبادوں کے اگنے کی کیا امید ہو سکتی ہے۔ بعینہ یہی مصیبت افلاس کے ہاتھوں انسانی دل و دماغ پر نازل ہوتی ہے۔ مفلسی نہ صرف موجودہ خیالات کا ستیاناس کرتی ہے۔ بلکہ آئندہ حوصلوں اور امنگوں کا پیدا ہونا بھی بند کر دیتی ہے۔

انچہ شیراں را کند روبہ مزاج　　　احتیاج ست احتیاج ست احتیاج

خدا جانے کتنی قابلیتوں کا خون اس مردم خوار دیو کی گردن پر ہے اور کس قدر استعدادیں اس بے درد کے ہاتھوں ضائع ہوئی ہیں۔ جو بلند ہمت نوجوان اپنے بڑھتے ہوئے ارادوں میں افلاس کے پھندے میں پھنس کر مایوسی کے ساتھ بے دست و پا رہ جاتے ہیں ان کی مثال بجنسہ ایسی ہے کہ ایک سیاہ ہرن اپنی طاقت اور قوت کے زعم میں اکڑا چلا جا رہا ہے میدان کی وسعت اس کے دل میں امنگیں پیدا کر رہی ہے اور قدم قدم پر اس کی چال بڑھتی جاتی ہے ناگاہ وہ صیاد کے مضبوط پھندوں میں جو دور تک پھیلے ہوئے ہیں) پھنس کر گر پڑا۔ اب وہ جس قدر اپنی قوت صرف کرتا ہے اتنی ہی ان

کیا آپ کو معلوم ہے کہ: ☆ قانونِ شریعت ہی کا دوسرا نام فقہِ اسلامی ہے ☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پھندوں کی گرفت سخت ہوتی جاتی ہے جن لوگوں نے یہ منظر ملاحظہ کیا ہے وہ اندازہ کرسکتے ہیں کہ یہ جنگل کا آزاد منش پہلوان کیسا ان پھندوں میں پڑکراپنی چوکڑی بھول جاتا ہے۔آہ اے افلاس !تو آج تو مسلمانوں کے حوصلوں پر ہمیشہ سے زیادہ بے داد کررہاہے ۔جس قوم میں حوصلوں کا قحط اور ہمت کا کال ہواس میں اگر کچھ الوالعزم جویائے کمال نکل آئیں توان کوتو پیس کررکھ دے۔ہائے یہ کیساظلم ہے۔لیکن تجھکو یاد ہوگا کہ تیرازور آج کل کی طرح ہمیشہ ہماری ہمتوں پر غالب نہیں رہا۔

کیا تجھکو یادنہیں ہے کہ جب حافظ الحدیث حجاج بغدادی شبابہ کے یہاں تحصیل علم کو جانے لگے توان کی مقدرت کی کل کائنات یہ تھی کہ ان کی دل سوز والدہ نے سو کلچے پکادئے تھے جن کو، ایک گھڑے میں بھرکرساتھ لے گئے۔روٹیاں مہربان ماں نے پکادی تھیں سالن ہونہاراور دلیر فرزند نے خودتجویز کرلیااوراتنا کثیر ولطیف کہ آج تک صدہا برس گزرنے کے بعد بھی ویساہی تروتازہ موجود ہے وہ کیا؟ دجلے کا پانی۔حجاج ہرروزایک روٹی دجلے کے پانی میں بھگوکرکھالیتے اوراستاد سے پڑھتے جس روز وہ روٹیاں ختم ہوگئیں ان کواستاد کافیض بخش دروازہ چھوڑنا پڑا۵۔

شیخ الاسلام بقی بن مخلداس سے بھی زیادہ موثر حکایت بیان کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک ایسے شخص کو جانتاہوں جس پرایام طالب علمی میں اتنا سخت زمانہ گزرتا تھا کہ بے مائیگی کی وجہ سے چقندر کے پتے کھاکربسر کرتا۶۔پتے کھانا کچھ زیادہ عجیب بات نہیں۔بھوک وہ بلاہے کہ لخت جگر بچوں کے کباب ماں باپ کوکھلاکرچھوڑتی ہے ۔قابل تحسین وہزار آفریں یہ امر ہے کہ جس افلاس نے چقندر کے پتے کھانے پرمجبور کیااس میں اتنی قوت نہ تھی کہ علمی شوق پر غالب آتااوراس دلیرطالب علم کی ہمت توڑدیتا یادش بخیر امام بخاری کوایام طالب علمی میں ایک سفرمیں تہی دستی نے اتنا مجبورکیا کہ تین دن برابرانھوں نے جنگل کی بوٹیاں کھائیں ۷۔

ابن المقری ابوالشیخ ۔اورطبرانی یہ تینوں شیخ عصرایک زمانہ میں مدینہ طیبہ میں طالب علمی کرتے تھے ۔ایک باران پرایسا وقت آیا کہ خرچ کی قلت نے بہت پریشان کیااور یہاں تک نوبت پہنچی کہ روزے پرروزہ رکھا۔بھوک نے جب بہت مضطرب کیاتوانھوں نے حضرت سرورکائنات کاوسیلہ ڈھونڈااورسب کے سب مل کرآستانہ پاک پرگدایانہ حاضر ہوئے اورصدادی کہ ''یارسول اللہ الجوع،،اس کے بعد طبرانی تو وہیں بیٹھ گئے اور کہاکہ یاموت آئیگی یاروزی ۔ابن مقری اورابوالشیخ لوٹ کرفرودگاہ پرچلے آئے ۔وہ صداخالی کب جاتی کچھ عرصے کے بعددروازہ مکان پر کسی ۔

☆ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کاسن ولادت ۸۰ ہجری اور سن وفات ۱۵۰ ہجری ہے ☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دی دروازہ جو کھولا تو دیکھا کہ ایک والا دودمان علوی مع دو غلاموں کے تشریف فرما ہیں اور غلاموں کے سروں پر بہت سا سامان ہے۔ان کو دیکھ کر علوی نے کہا کہ آپ لوگوں نے میری شکایت حضور نبوی میں کی ۔خواب میں آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا ہے کہ تمہارے پاس کچھ پہنچادوں ....چنانچہ یہ حاضر ہے ۸۔

شیخ الفقہاء امام برقانی جب اسفرائن پڑھنے گئے تو ان کے پاس تین اشرفیاں اور ایک درہم تھا۔سو اتفاق سے اشرفیاں راہ میں گم ہوگئیں درہم باقی رہ گیا۔اسفرائن پہونچ کر وہ درہم ایک نان بائی کے یہاں جمع کردیا۔ہر روز اس سے دو روٹیاں لے لیتے ۔اور احمد بن بشیر کے یہاں سے ایک جز کتاب کا لاکر شام تک نقل کرتے اور شام کو نقل شدہ جز واپس پہونچادیتے تیس جز نقل ہوگئے تھے کہ درہم ختم ہوگیا۔اور انھوں نے مجبور ہوکر اسفرائن سے سفر اختیار کیا ۹۔امام ابوعلی بلخی جب عسقلان میں تھے تو خرچ سے اس قدر تنگ ہوئے کہ کئی فاقوں کی نوبت پہنچی اور ضعف نے لکھنے سے معذور کردیا جب بھوک کی اذیت برداشت نہ ہوسکی تو نان بائی کی دکان پر اس غرض سے جا بیٹھے کہ کھانے کی خوشبو سے ہی کچھ تقویت طبیعت کو پہونچالیں ۱۰۔

فن حدیث کے عالی مرتبہ امام ابوحاتم رازی اپنا قصہ خود بیان کرتے ہیں کہ میں زمانہ طالب علمی میں چودہ برس بصرے رہا۔ایک مرتبہ تنگ دستی کی یہ نوبت پہنچی کہ کپڑے تک بیچ کھائے جب کپڑے بھی نہ رہے تو دو دن بھوکا رہا آخر ایک رفیق سے اظہار حال کیا خوش قسمتی سے اس کے پاس ایک اشرفی تھی نصف اس نے مجھ کو دے دی ۱۱۔

امام ابن جریر طبری نے تنگی خرچ کے سبب سے اپنے کرتے کی دونوں آستینیں بیچ کر کھالی تھیں ۱۲۔

ابن ابی داؤد جب کوفہ طالب علمی کرنے گئے تو صرف ایک درہم پاس تھا اس کا باقلا خریدا۔باقلا کھاتے اور طالب علمی کرتے ۱۳۔

شیخ الاسلام ابوالعلائے ہمدانی کو بغداد میں کسی نے اس حال میں دیکھا کہ رات کو مسجد کے چراغ کی روشنی میں جو بلندی پر تھا کھڑے کھڑے لکھ رہے تھے۔ظاہر ہے کہ اگر ان کو روغن خریدنے کی مقدرت ہوتی تو یہ تکلیف وصعوبت کیوں گوارا کرتے ۱۴۔حکیم ابونصر فارابی جس کا ایک عالم میں شہرہ ہے اس کی نسبت بہت کم لوگ جانتے ہوں گے کہ وہ عہد طالب علمی میں تہی دستی کی بدولت چراغ کا تیل خریدنے سے بھی معذور تھا۔تاہم اس کا شوق بیکار رہنے والا نہ تھا۔رات کو پاسبانوں کی قندیلوں سے

فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد ☆ ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کام لیتا۔اوران کی روشنی میں کتاب کا مطالعہ کیا کرتا اسی تنگ حالی میں اس نے ایسی علمی ترقی کی کہ سارے جہان میں اپنا نام روشن کر گیا۱۵۔

سفر:

آج کل مسلمانوں کی علمی دنیا میں جوافسردگی چھائی ہوئی ہے اس پر لحاظ کر کے یہ عنوان نرالا معلوم ہوگا۔موجودہ حالت دیکھ کر مشکل سے باور ہوسکتا ہے کہ کبھی ہم بھی ایسے لوگ تھے جو علم کی دھن میں براعظم اور سمندر کاٹے کر ڈالنا ایک معمولی بات سمجھتے تھے جو ایک کتاب کی خاطر صدہا میل پیادہ جاتے اور جو صرف نباتات کے حالات تحقیق کرنے ملکوں ملکوں پھرتے اگر ان کے دلوں میں وہ جوش اور دماغوں میں وہ ولولہ نہ ہوتا تو ہم کو ابن بیطار اور سید شریف نصیب نہ ہوتے۔ابوحاتم رازی اور حافظ ابن طاہر کے کارنامے ہمارے قومی خیالوں میں فخر نہ پیدا کرتے۔علمائے سلف کے حالات دیکھنے سے عیاں ہوتا ہے کہ ان بزرگوں کے دل میں شوق علم کی ایک بیتابی تھی جوان کو کسی شہر یا ملک میں قرار نہیں لینے دیتی تھی اور ایک سمندر سے دوسرے سمندر میں اور ایک براعظم سے دوسرے براعظم میں لئے پھرتی ۔اگر آج ہمارے دلوں میں اس کا ایک شمہ بھی ہوتا تو ہم علم وفن میں ہر قوم وملت کے مقابلے میں پست ہوتے اور حق یہ ہے کہ جب ہمارے ارادے پست ہماری ہمتیں قاصر ہو رہی ہیں تو ہمارا اسلاف کے کارناموں پر اترانا ان بزرگوں کے نام روشن کو دھبہ لگانا ہے اور اپنے آپ کو حقیر کرنا۔جس ملت کے پیشوا کا یہ مقولہ ہو کہ اطلبوا العلم ولو کان بالصین اس ملت کے افراد کو سفر کا نام سن کر لرزہ چڑھے ؟ ۔ ھذا لعمری فی القیاس بدیع اور جس قوم کے بچے بچے کے کان اس حکیمانہ مقولے سے آشنا ہوں کہ۔

تا بدکان خانہ در گردی ہرگز اے خام آدمی نہ شوی

وہ گھر سے باہر قدم نہ نکالے ؟ ھذا لشیء عجاب ۔محدثین کے حالات پڑھنے سے لفظ ''حلت،، بجائے خود ایک مقدس لفظ معلوم ہونے لگتا ہے۔حیف۔ایک وہ گروہ قدسی تھا کہ جس نے سیاحت کرتے کرتے خود لفظ میں تقدس پیدا کر دیا اور ایک ہم ہیں کہ گھر میں گھسے گھسے سارے عالم کے یہ ذہن نشین کر دیا کہ ''مسلمان،، اور ''سفر،، ان دونوں لفظوں میں کوئی مناسبت ہی نہیں۔

بہ بیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

☆ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حدود اللہ قریبی اور دوری تمام لوگوں پر قائم کرو ☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یہ قصہ دراز ہے اور ہم کو دوسری داستان بیان کرنی ہے اس لئے اس سے قطع نظر کر کے ہم اپنے مدعا کی طرف رجوع کرتے ہیں ۔سب سے اول ہم ان سیاحتوں کا ذکر کریں گے جو علمائے سلف نے احادیث نبویہ کے حاصل کرنے کے واسطے کیں ۔کیونکہ مسلمانوں کی علمی دنیا میں سفر کا رواج ابتداء اسی پاک فن کی بدولت ہوا ہے۔محدثین کے سفر کا یہ حال بیان کرنے کے بعد ہم ان علماء کا حال لکھیں گے جنھوں نے حدیث کے سوا اور علوم کے حاصل اور دقائق علمیہ کے حل کرنے کے واسطے دور دراز ممالک کے سفر اختیار کئے تھے۔

امام مالک نے حضرت سعید بن المسیب تابعی سے روایت کی ہے کہ میں ایک ایک حدیث کی خاطر راتوں اور دنوں پیادہ پا چلا ہوں[۱۶]۔امام دارمی نے طلب حدیث میں حرمین ۔خراسان ۔عراق ۔شام اور مصر کا سفر کیا تھا[۱۷]۔صحیح بخاری کے مصنف امام بخاری نے چودہ برس کے سن میں سیاحت شروع کردی تھی ۔ان کی والدہ اور خواہر سفر میں نگراں تھیں۔ بخارا سے لے کر مصر تک سارے ممالک اس عالی مقام امام کے سفر[۱۸] کی فہرست میں ہیں۔

ابو حاتم رازی نے اپنی سرگزشت خود بیان کی ہے کہ میں نے تیس ہزار فرسخ سے زیادہ مسافت پیادہ پا طے کی ہے۔(ایک فرسخ تین میل کا ہوتا ہے لہذا ان کی پیادہ روی نوہزار میل سے زائد ہوئی) یہ ان کی سیاحت کی انتہا نہیں بلکہ شمار کی حد ہے ۔کیونکہ امام ممدوح فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے میلوں کا شمار کرنا چھوڑ دیا[۱۹]۔

امام فسوی نے تیس برس سفر میں بسر کردیئے[۲۰]۔شیخ الاسلام بقی ابن مخلد نے دوسو اسی شیوخ سے حدیث روایت کی ہے۔خود انہوں نے فرمایا ہے کہ میں جس شیخ کے پاس گیا پیادہ پا گیا۔[۲۱]محدث اندلس (اسپین) ابن حیون نے حدیث اندلس ۔عراق ۔حجاز اور یمن کے شیوخ کی خدمت میں حاضر ہو کر اخذ کی[۲۲]۔یہ معلوم نہیں کہ انہوں نے یہ سفر کس راستے سے کیا۔لیکن نقشے کے معاملے سے واضح ہوتا ہے کہ اگر یہ سفر دریا کے راستے سے کیا گیا تو پورا بحیرہ روم اور شام وکمال بحر احمر انہوں نے طے کیا ہوگا۔اور اگر خشکی میں کیا ہوگا تو طنجے سے لے کر سویز تک سارا برا عظم افریقہ انہوں نے پیدل سفر کیا ہوگا اس کے بعد اگر براہ راست یمن آئے تو کل بحر احمر میں سفر کر کے یمن پہونچے ہوں گے اور اگر بیت المقدس وغیرہ کی جانب سے چلے گئے ہونگے تو شام وحجاز وعراق میں پھر کر انہوں نے منزل علمی ختم کی ہوگی ۔مگر چونکہ ان کے سلسلہ سفر میں مصر کا ذکر نہیں اس لئے غالبا

☆ اترکوا قولی بخبر الرسول ﷺ ☆ حدیث شریف کے مقابل میرے قول کو چھوڑ دو (ابو حنیفہ) ☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بحری راستے سے یہ سفر ہوا ہے۔ کیونکہ خشکی کے راستے میں ضرور مصر پڑتا اور یہ ناممکن سا معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے میں کوئی طالب علم مصر جاتا اور وہاں کے مشائخ سے استفادہ نہ کرتا۔ اسپین سے یمن براہ راست ساڑھے تین ہزار میل سے زیادہ ہے۔

ابن المقری بیان فرماتے ہیں کہ میں نے صرف ایک نسخہ ابن نضالہ کی خاطر ستر منزل کا سفر کیا تھا۔ اس نسخے کی ظاہری حیثیت یہ ہے کہ اگر کسی نان بائی کو دیا جائے تو وہ ایک روٹی بھی اس کے عوض میں دینا گوارا نہ کرے ایک منزل معمولی طور پر بارہ میل کی قرار دی گئی ہے۔ پس اگلے علماء آٹھ سو چالیس میل ایک ایک کتاب کی خاطر طے کر ڈالتے تھے) اس کے علاوہ امام موصوف نے چار مرتبہ مشرق (ممالک ایشیا) اور مغرب (ممالک افریقہ و اسپین) کا سفر کیا تھا اور دس دفعہ بیت المقدس گئے تھے۔ ۲۳ حافظ ابن مفرح نے سعید بن الاعرابی سے حدیث کی سماعت مکہ مکرمہ میں کی۔ ابن راشد سے دمشق میں۔ قاسم بن اصبح سے قرطبہ (کارڈالملک اسپین) میں ابن سلیمان سے طرابلس میں۔ محمد سے مصر میں اور دیگر مشائخ سے جدہ۔ صنعا اور بیت المقدس میں ۲۴ یہ مقامات اگر نقشے میں دیکھے جائیں تو تین براعظموں میں بکھرے ہوئے ملیں گے۔ قرطبہ یورپ میں۔ مصر افریقہ میں۔ طرابلس سے مراد اگر طرابلس شام ہے تو ایشیا میں ہے ورنہ افریقہ میں باقی مقامات ایشیا میں۔ عبرت کا مقام ہے کہ جو مقامات ایک زمانے میں ہمارے پاک مذہبی علوم کے سرچشمہ تھے وہاں آج کوئی مذہب اسلام کا ماننے والا تو بڑی بات ہے بیاننے والا بھی نہیں۔ اسپین میں اگر کوئی شخص جا کر سیاحت کرے تو کیا اس کے گمان میں بھی آ سکتا ہے کہ دنیا کے اسلام کے نامور عالم اور مشائخ بیسیوں سیکڑوں ہزاروں اس سرزمین سے اٹھے تھے۔ ابن عبدالبر حمیدی۔ شیخ اکبر کہاں کے تھے؟ اسی اسپین کے جو آج یورپ میں بل کر بھاگے ہوئے غلام کی طرح اپنے آقا کی صورت سے بیزار ہے۔ اگر ہم عبرت حاصل کریں تو ہماری آنکھیں کھونے کیواسطے یہ واقعہ کم نہیں کہ مادرزاد نابینا حافظ الحدیث ابوالعباس رازی اپنے نبی پاک ﷺ کے اقوال وافعال کی شیفتگی میں بلخ ۲۵۔ بخارا، نیشاپور اور بغداد کا سفر کرتے پھرتے تھے۔ ۲۶ امام ممدوح باوجودیکہ دنیا کے دیکھنے سے محروم تھے تاہم ان کی بھی سوانح عمری باب سیاحت سے خالی نہیں۔ حیف ہم پر جو خدا کی دی ہوئی ایک چھوڑ دو دو آنکھیں رکھتے ہیں عالم کو دیکھتے ہیں اور پھر بھی آنکھیں بند ہیں۔ حافظ ولید سرقسطی (باشندہ سراگوسا ملک اسپین) کے حالات میں امام ذہبی فرماتے ہیں رحل من اقصی الاندلس الی خراسان یعنی انہوں نے انتہائے اندلس سے خراسان

المشقة تجلب التيسير ☆	مشقت آسانی لاتی ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تک سفر کیا۔حافظ ممدوح سراگوسا میں پیدا ہوئے تھے اور سرزمین دہنوز (واقع ایران) میں آرام کررہے ہیں ۲۷۔امام ابوزکریا کے سفر کا آغاز بخارا سے اورانجام قیروان (واقع افریقہ) پر ہے ۲۸۔

حافظ ابن طاہر مقدسی نے جتنے سفر طلب حدیث میں کیئے ان میں کبھی انہوں نے کسی سواری کا سہارا نہیں لیا۔سواری اور باربرداری دونوں کا کام وہ اپنے ہی نفس سے لیتے تھے سفر پیادہ پا کرتے تھے اور کتابوں کا پشتارہ پشت پر ہوتا تھا۔مشقت پیادہ روی کبھی کبھی یہ رنگ لاتی کہ پیشاب میں خون آنے لگتا۔اسی جفاکشی سے جو سیاحت حافظ ممدوح نے کی اس میں حسب ذیل مقامات منجملہ اور مقاموں کے تھے۔بغداد مکہ مکرمہ،جزیرہ تنیس ۲۹ (واقع بحیرہ روم،دمشق،حلب،جزیرہ،اصفہان ،نیشاپور،ہرات،رحبہ ۳۰،لوقان،مدینہ طیبہ،نہاوند،ہمدان ،واسط سادہ ،اسدآباد،انبار،رضرای آمل ،اسواز،بسطام ،خسروجرد،جرجان،آمدہ استرآباد،بوبخ ،بصرہ،دنیور ۳۱،زی،سرخس،شیراز،قزوین،کوفہ ۳۲۔

حافظ ابوعبداللہ اصفہانی ایک مرتبہ اپنے مقامات رحلۃ کی تفصیل بیان کرنے لگے کہ میں حدیث حاصل کرنے گیا ہوں۔طوس،ہرات،بلخ،بخارا،سمرقند،کرمان،نیشاپور،جرجان۔غرض اسی طرح وہ نام لیتے گئے یہاں تک کہ ایک سوبیس مقامات کے نام لے ڈالے ۳۳۔میں خیال کرتا ہوں کہ اگر ایک سوبیس مقاموں کے نام مسلسل لئے جائیں تو سننے والے گھبرا جائیں گے۔آفریں اس باہمت جوان مرد پر جو اتنے مقاموں کا سفر کرتے کرتے نہیں گھبرایا۔

واقعہ ذیل اس بات کا پتہ دیتا ہے کہ کیا شوق علم کے واسطے سفر کرنے کا ان دنوں مسلمانوں کے دلوں میں تھا۔امام اسمٰعیلی نے جب محمد بن ایوب رازی کی خبر وفات سنی تو روئے چیخے کپڑے پھاڑ ڈالے اور سر پر خاک ڈالی۔ان کی پریشانی دیکھ کر سارے گھر والے جمع ہوگئے اور پوچھا خیر ہے کیا حال ہے۔انہوں نے دلگیر ہو کر کہا کہ تم لوگ مجھ کو سفر کرنے سے روکتے رہے آخر محمد بن ایوب وفات پاگئے اب میں ان کو کہاں پاؤں گا۔گھر والوں نے ان کو تسلی دی اور انتظام کر کے ماموں کے ہمراہ شہر نسا کو ایک دوسرے شیخ وقت ابن سفیان کی خدمت میں بھیج دیا۔اسمٰعیلی کا سن اس وقت ستر برس کا تھا تاہم اتنی عمر تک بھی گھر میں بیٹھا رہنا انہوں نے مصیبت خیال کیا ۳۴۔

اسی کے قریب قریب امام ابوسعد کا واقعہ ہے کہ جب وہ سولہ برس کی عمر میں سفر کر کے حافظ ابونصر زمینی سے پڑھنے بغداد گئے تو وہاں پہنچ کر ان کے وفات پانے کی خبر سنی۔اس جگرخراش خبر نے ایسا صدمہ

☆ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا سنِ ولادت ۸۰ ہجری اور سن وفات ۱۵۰ ہجری ہے ☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ابوسعد کے دل کو پہنچایا کہ وہ چیخ کر رو دیئے۔طمانچوں سے منہ لال کرلیااورحسرت سے کہا کہ من این لی علی بن الجد عن شعیة۳۵۔

امام عزالدین مقدسی چودہ برس کی عمر میں تحصیل علم کے واسطے بغداد پہنچ گئے تھے۳۶۔حافظ ابوالخطاب اندلسی نے تحصیل علم کی غرض سے اولاتمام ملک اسپین میں سفرکیاوہاں سے فارغ ہوکرمراکش (مراکو) آئے۔مراکش اوردیگر ممالک حبش کی سیاحت کے بعد مصرپہونچے اورمصر کے بعد شام ،عراق،عرب عراق عجم اورخراسان کاسفرکیا۔اوراس طرح تین براعظم ان کے ملک پیماقدموں کے نیچے سے نکل گئے۔۳۷

امام ابوالولید باجی شہرباجہ میں اجواشبیلیہ کے متصل اسپین میں واقع تھا) پیداہوئے تھے۔علوم عقلیہ پڑھنے کے واسطے سفرکرکے موصل آئے اوروہاں ابوجعفرسمنانی سے ان علوم کوحاصل کیا۳۸۔

فن ادب کے مشہور امام کسائی ایک مجلس علمامیں اکثر جایاکرتے تھے ایک دن جووہاں پہونچے توبہت خستہ ہوگئے تھے۔اپنی خستگی ظاہرکرنے کے لئے انہوں نے کہا''عییت،،(بالتشدید)یعنی میں تھک گیا۔اہل مجلس نے ٹوکا کہ تم غلط لفظ استعمال کررہے ہوانہوں نے وجہ دریافت کی توجواب ملاکہ اگرتمھاری مراد ماندگی ہے تواعییت کہو اوراگردرماندگی کااظہار مقصود ہے تولفظ عییت (بالتخفیف)استعمال کرو۔کسائی کے دل پراس اعتراض سے ایک چوٹ لگی اورفورامجلس سے باہرنکل آئے اوریہ تہیہ کرلیاکہ وہ فن سیکھنا چاہیۓ جس سے پھرآیندہ ایسی خفت کسی محفل میں حاصل نہ ہو۔یہ عزم کرکے فن ادب کے استاد یگانہ خلیل بصری کی خدمت میں حاضرہوئے اورپڑھنا شروع کیا۔مگرجورتبہ امامت ان کواس فن میں ملنے والا تھا اس کے حصول کے لئے خلیل کی مجلس کافی نہ

نئی کتاب.........ایک طالب علم کی

سفری یادداشتیں

نوراحمد شاہتاز

ناشر:اسکالرزاکیڈمی کراچی......ہراچھے بکسٹال پردستیاب ہے۔

کسی سرزمین پرایک حد کے نفاذ کی برکت وہاں چالیس روز نازل ہونے والی بارش کی برکت سے بہتر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تھی۔ایک دن ایک بدوی نے ان پرطعن کیا کہ تم کان ادب بنی تمیم اور بنی اسد کو چھوڑ کر عربیت حاصل کرنے بصرے آئے ہو۔یہ چبھتا ہوا فقرہ کسائی کے دل میں اثر کرگیا اوراپنے علامہ استاد سے کسی موقعے پرانہوں نے پوچھا کہ آپ نے فن ادب کہاں سیکھا۔استاد نے جواب دیا کہ حجاز ۳۹۔تہامہ اور نجد کے جنگلوں میں یہ سن کر کسائی کے سر میں تازہ سودا پیدا ہوااورشہر چھوڑ کر صحرا کی راہ لی۔اورقبیلہ درقبیلہ اتنے پھرے کہ اس فن کے امام بن گئے جس کے جاننے سے شرمندہ ہونا پڑا تھا۔کیا مبارک تھی کسائی کی غلطی جس نے لاکھوں کروڑوں آدمیوں کو صحیح عربی پرقادر کردیا۔اس واقعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ اگلے مسلمانوں کی علمی حمیت کیسی حساس تھی جس کو جوش میں لانے کے لئے ادنے تحریک کافی ہوتی تھی۔شاید بیجانہ ہوگا اگر ہم اس کی اوردوایک مثالیں ہدیہ ناظرین کریں۔ایک دوسرے امام ادب سیبویہ کا قصہ ہے کہ ابتدا طالب علمی میں وہ فقہ اورحدیث پڑھا کرتے تھے۔نحو سے اس وقت تک چنداں مناسبت نہ تھی۔اس زمانے میں وہ حماد بن سلمہ کے مستملی ۴۰بھی تھے ایک روز کسی حدیث کی روایت میں حماد نے الفاظ لیس ابا الدرداء کہے۔سیبویہ نے ان کو ادا کرتے وقت لیس ابو الدرداء سامعین کو سنایا۔شیخ نے کہا کہ غلط لفظ مت بناؤلیس ابا الدرداء کہو۔اس گرفت سے سیبویہ کونہایت انفعال ہوااورانہوں نے دل میں کہا کہ میں وہ علم کیوں نہ سیکھوں جو ایسی غلطیوں سے محفوظ رکھے۔چنانچہ انہوں نے نحو سیکھنی شروع کی اوراس جہد اورکوشش سے سیکھی کہ سیکڑوں برس سے طلبہ ان کا نام لے لے کر نحوی ہورہے ہیں ۴۱۔اشبیلیہ کے مشہور طبیب قاضی ابوبکر کو آغاز عمر میں شطرنج کی بہت لت تھی۔مثل ہے کہ کار بکثرت۔کثرت نے وہ مہارت پیدا کی کہ ان کا لقب شطرنجی پڑ گیا۔یہ ذلیل لقب قاضی صاحب کے دلکو صدمہ پہونچاتا تھا۔آخران کی غیرت نے یہ مشورہ دیا کہ کسی علم میں کمال پیدا کرنا چاہیئے تاکہ اس علم کی نسبت یہ داغ بدنامی مٹادے۔غور کرکے انہوں نے طب کو پسند کیا اوراس فن شریف میں وہ کمال اورنام پیدا کیا کہ آج قریبا سات سو برس کے بعد ان کا حال آپ میرٹھ میں سن رہے ہیں نہ ظاہر ہے کہ اس ناآوری کے سامنے وہ بدنام کنندہ لقب کیا ٹھہرتا لوگ ابوبکر طبیب کو دیکھ کر شطرنجی قاضی صاحب کو بھول گئے ۴۲ادیب مشہور ابن جنی موصل میں فن نحو کا درس دیا کرتے تھے ایک روز اسی میدان کے شہسوار ابوعلی فارسی وہاں وارد ہوئے اورایک مسئلہ میں جو ابن جنی سے الجھے تو وہ دم بخود رہ گئے ان کو حیران دیکھ کر پختہ کار ابوعلی نے طنزاً کہازبت قبل ان تحصوم ۴۳اورا تنا کہہ کر وہاں سے چلے آئے ان کے چلے آنے کے بعد ابن جنی نے دریافت کیا کہ یہ

☆ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا سن ولادت ۱۶۴ ہجری اورسن وصال ۲۴۱ ہجری ہے ☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کون تھے۔لوگوں نے کہاابوعلی فارسی یہ سن کرابن جنی مسند تدریس چھوڑ کرابوعلی کی شاگردی کے شوق میں اٹھ کھڑے ہوئے۔جب تک یہ ان کی فرددگاہ پرآئیں وہ وہاں سے روانہ ہو چکے تھے۔آخر اگلی منزل پر جالیااور تلمذ کی آرزو ظاہر کر کے ساتھ ہوئے جب تک ابوعلی زندہ رہے انہوں نے ان کا دامن عاطفت نہیں چھوڑا۔اوراس طرح داغ حامی اپنے دامن سے چھڑاڈالا۔آمدم برسر مطلب امام نصر بن شمیل نے چالیس برس صرف مختلف قبائل کی زبانوں کی تحقیقات کی خاطر صحرائے عرب میں بسر کردیے ۴۴۔اندلس کے طبیب ابن رویہ نے ان نباتات کے حالات دریافت کرنے کے لئے جومغرب میں پیدانہیں ہوتیں۔مدتوں سیاحت کی۔اسپین سے مصر آئے اور مصر سے شام عراق کا سفر کیا۔ان ممالک کے تمام نباتات کوخاص ان کی روئیدگی کے مقامات میں جا کر مشاہدہ کیا۔اوران کے افعال وخواص کی تحقیقات کی۔۴۵ اسی طرح علم نباتات کے بے نظیر عالم ضیاء الدین ابن بیطار نے خاص نباتات کی تحقیقات کی غرض سے ممالک روم،یونان اوراسپین کو چھان ڈالا۔ان ملکوں کی تمام بوٹیاں ان کی پیدائش کی جگہ جا کر دیکھیں اوران کے احوال تحقیق کر کے قلمبند کئے۔ابوالمنظور نے بہت سی نئی نباتات ایسی دریافت کیں جن کا ذکر متقدمین کی کتابوں میں نہ تھا۔ان کا طریقہ یہ تھا کہ جومقامات روئیدگی نباتات کے واسطے مشہور تھے مثلاً جبلِ لبنان (شام)ان میں پھرتے اور بوٹیوں کودیکھتے اور جانچتے ایک مصور ہر رنگ کی روشنائی لئے ان کے ہمراہ رہتا۔نباتات کا خود مشاہدہ کر لینے کے بعد مصور کودکھلاتے اوروہ اس کے رنگ،شاخ اور برگ وبیخ کا اندازہ کر کے ہو بہواس کی تصویر کھینچتا یہ محقق طبیب ایک بار کے مشاہدہ پر قانع نہ ہوتا۔بلکہ نشو ونما کے مختلف مدارج میں نباتات کا معائنہ کرتا۔ایام نمود تازگی کی علیحدہ تصویر کھچواتا اور زمانہ کمال کی جدا۔اور جب وہ بوٹی خشک ہوجاتی تو ایک تیسرا نقشہ لیا جاتا۔اسی طرح ہر بوٹی کی تصویر اس نے اپنی کتاب میں (جوادویہ مفردہ کے حال میں تھی) درج کی تھیں۔جن کو دیکھ کر ناظرین کتاب ان نباتات کی مختلف اشکال صحیحہ اپنی آنکھ سے دیکھ لیتے تھے۔کاش ان دنوں میں چھاپا ہوتا تو آج ایک عمدہ ثبوت اگلے مسلمانوں کی علمی تحقیقات کا ہم پیش کر سکتے ۴۶۔

علامہ سید شریف کوایام طالب علمی میں یہ شوق ہوا کہ شرح مطالع خوداس کے مصنف سے پڑھیں۔اسی دھن میں وہ ہرات پہونچے اور علامہ رازی سے ملے۔ان کی عمراس وقت دسویں منزل کی انتہا پر پہنچی تھی اور قوی اپنی آخری بہار دکھارہے تھے۔کہن سال علامہ نے جوان ہمت سید کو پڑھانا اپنی طاقت سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

باہر سمجھ کران سے کہا کہ تم میرے شاگرد مبارک شاہ کے پاس قاہرہ چلے جاؤ اس کا پڑھانا میرا پڑھانا ہے اور چلتے وقت سفارش لکھدی میر سید شریف کا شوق ان کو خراسان سے مصر لے پہنچا۔ قاہرہ پہنچ کر وہ مبارک شاہ سے ملے اور استاد کا خط ان کو دیا۔ سفارش کے اثر سے یہ حلقہ درس میں تو داخل کر لئے گئے۔ لیکن نہ ان کا مستقل سبق مقرر ہوسکا اور نہ جماعت میں قرات کی اجازت ملی مجبور اُسماعت پر قانع ہونا پڑا۔ ایک شب مبارک شاہ صحن مدرسہ میں ٹہل رہے تھے کہ ایک جانب سے کسی کی آواز کان میں آنے لگی متوجہ ہوکر سنا تو میر سید شریف کہہ رہے تھے۔ **قال المصنف کذاوقال الاستاذ کذاواقول کذا**۔ خوبی بیان مبارک شاہ کے دل میں گھر کرگئی اور صبح کو انہوں نے سید جرجانی کو سب طلبہ پر مقدم کردیا۔ جہاں پیا ابن بطوطہ جب اسکندریہ پہنچا تو شیخ روزگار برہان الدین اخرج کے حضور میں بھی گیا۔ شیخ نے اثنائے ملاقات میں اس سے اپنے تین بھائیوں کو سلام پہنچانے کی فرمایش کی جن میں سے ایک فریدالدین نامی ہند میں تھے۔ دوسرے زین الدین سندھ میں اور تیسرے برہان الدین چین میں۔ چنانچہ ابن بطوطہ نے دوران سیاحت میں ان سب کو مقامات مذکورہ میں پایا اور مشتاق بھائی کا سلام پہنچادیا۔

اس زمانے میں سفر جن مصیبتوں سے ہوا کرتا تھا اور سیاحت میں جو صعوبتیں اٹھانی پڑتی تھیں وہ ذیل کے واقعے سے خیال میں آسکتی ہیں۔ (جاری ہے)

حواشی

۱۔ اس کو فضیلت کا رتبہ حاصل نہ ہوگا ۲۔ یہ شاندار فاضل ہوگا۔
۳۔ تذ۔ ج ۲۔ صفحہ ۱۳۰ ۴۔ تذ۔ ج ۲ صفحہ ۲۰۴ جب تک زندگی بخیر رہے۔
۵۔ مقدمہ صفحہ ۵۲۶ ۶۔ تذ۔ ج ۳ صفحہ ۱۸۳ ۷۔ تذ ج ۳ صفحہ ۲۷۵
۸۔ تذ۔ ج ۳۔ صفحہ ۳۷۱ ۹۔ تذ ج ۴۔ صفحہ ۴۷ ۱۰۔ تذ۔ ج ۲۔ صفحہ ۲۸۰
۱۱۔ تذ۔ ج ۸۲ صفحہ ۳۲۹ ۱۲۔ تذ ج ۴۔ صفحہ ۱۲۰ ۱۳۔ عیون ج ۲۔ صفحہ ۱۳۴
۱۴۔ تذ۔ ج ۱۔ صفحہ ۴۸۔ ۱۵۔ تذ۔ ج ۲۔ صفحہ ۱۱۴ ۱۶۔ تذ ج ۲۔ صفحہ ۱۳۴
۱۷۔ تذ ج ۲ صفحہ ۱۴۷ ۱۸۔ تذ ج ۲۔ صفحہ ۱۶۰ ۱۹۔ تذ ج ۲ صفحہ ۲۰۵
۲۰۔ تذ۔ ج ۲۔ صفحہ ۴ ۲۱۔ بلخ سے بغداد براہ بخارا ۱۳۶۵ میل ہے

کیا آپ کو معلوم ہے کہ: ☆ قانونِ شریعت ہی کا دوسرا نام فقہِ اسلامی ہے ☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۲۲۔تذ۔ج ۳صفحہ ۲۳۳ ۲۳۔تذ۔ج ۳صفحہ ۲۳۳و ۲۸۰و ۲۸۱ ۲۴۔تذ۔ج ۳۔صفحہ ۳۵۱

۲۵۔بکسر تائے مثناۃ وکسرہ نون مشدد وسکون یائے تحتانی وسین مہملہ

۲۶۔بضم رائے مہملہ وسکون حائے مہملہ ۲۷۔بکسر وال مہملہ وفتح نون

۲۸۔تذ۔ج ۴۔صفحہ ۴۰ ۲۹۔تذ۔ج ۴۔صفحہ ۵۳ ۳۰۔تذ ج ۳۔صفحہ ۱۶۱

۳۱۔تذ ج ۴صفحہ ۸۰ ۳۲۔تذ ج ۴۔صفحہ ۱۹۳ ۳۳۔ابن ج ۱صفحہ ۳۸۱

۳۴۔تذ ج ۳صفحہ ۲۷۱ ۳۵۔جزیرہ نمائے عرب پانچ حصوں پر منقسم ہے۔

پہلا یمن دوسرا حجاز تیسرا تہامہ چوتھا نجد پانچواں یمامہ (صناجۃ الطرب)

۳۶۔اگلے زمانے میں طریقہ تعلیم یہ تھا کہ استاد کسی اونچے مقام پر بیٹھ کر کسی موضوع کی نسبت زبانی تقریر کرتا تھا اور شاگرد اس کو سنتے اور ضبط کرتے تھے اس طریقہ کا نام املا تھا۔وقت ضرورت ایک یا زاید اشخاص اس غرض سے کھڑے ہو جاتے تھے کہ استاد کے الفاظ شاگردوں تک پہنچاتے جائیں ان لوگوں کو مستملی کہتے تھے۔یہ طریقہ یورپ کے لیکچر کے طریقے سے مشابہ تھا۔

۳۷۔نزہتہ صفحہ ۷۲ ۳۸۔عیون ج ۲۔صفحہ ۸۰

۳۹۔نزہتہ صفحہ ۴۰۸ حصرم غورہ انگور کو کہتے ہیں اور زبیب کہتے ہیں انگور خشک کو جو کشمکش کے نام سے مشہور ہے پس اس عبارت کے معنی یہ ہوئے کہ تم خام ہونے سے پہلے پختہ ہو گئے۔

۴۰۔نزہتہ صفحہ ۱۱۱ ۴۱۔عیون ج ۲۔صفحہ ۸۱

۴۲۔عیون ج ۲۔صفحہ ۱۳۳ ۴۳۔عیون ج ۲۔صفحہ ۲۱۰

۴۴۔یعنی مصنف کتاب نے یوں کہا۔استاد نے یوں کہا اور میں یوں کہتا ہوں۔

۴۵۔شق ج ۱ص ۱۶۸ ۴۶۔رحلۃ ج ۱ص ۱۱

آن کہ شیراں را کند روبہ مزاج

احتیاج است احتیاج است احتیاج

☆ میں نے امام محمد سے بڑھ کر کوئی فصیح نہیں دیکھا (امام محمد بن ادریس شافعی) ☆

© rasailojaraid.com